شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا ایک تبلیغی مکتوب

قبرص کے عیسائی حاکم کے نام

(ترجمہ :- از جناب مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب شیخ الحدیث دار العلوم تقویۃ الاسلام لاہور)

(۳)

اسلام قبول کرنے والے عیسائیوں کے حقوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا کہ جو عیسائی ، اللہ تعالیٰ - اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں پر ایمان لے آتا تھا اس کا شمار آپ کی امت میں ہونے لگتا تھا۔ پھر وہ ان ہی حقوق سے مستفید ہوتا تھا جو دوسرے مسلمانوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ اور اس کو وہی کام کرنے پڑتے تھے جو دوسرے مسلمان کرتے تھے بلکہ وہ دو اجر کا مستحق سمجھا جاتا تھا۔ ایک مسیح علیہ السلام پر ایمان لانے کی وجہ سے اور دوسرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ لیکن جو لوگ ایمان نہیں لاتے تھے ان سے جنگ کرنے کی آپ کو ہدایت تھی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان واجب الاذعان یہ ہے۔

قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ	یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ اور دن آخرت
وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا	پر ایمان نہیں لاتے نہ اللہ تعالیٰ اور اس
حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ	کے رسول کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام
دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا	نہیں سمجھتے اور دین حق قبول نہیں کرتے - ان
الْکِتٰبَ حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ	سے اس وقت تک جنگ جاری رکھو کہ وہ
یَدٍ وَّھُمْ صٰغِرُوْنَ (التوبہ ع ۴)	ذلیل ہو کر جزیہ دینے پر رضامند ہو جائیں۔

کن لوگوں سے جنگ ہو گی؟ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتا بلکہ اس کو گالی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ "وہ تین میں سے تیسرا ہے" "وہ سولی پر چڑھ گیا ہے" وہ رسولوں کی تصدیق بھی نہیں کرتا وہ (معاذ اللہ) یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ "اللہ تعالیٰ کو حمل ٹھیرا" "اس کو بچہ پیدا ہوا"

وُہ سوتا ہے۔ وہ کھاتے پیتے اور بول و براز کا محتاج ہے" یا کسی انسان کی نسبت کہتا ہے کہ وُہ اللہ یا اللہ کا بیٹا ہے" "اللہ یا اس کے بیٹے نے اس میں حلول کیا ہے" اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کا انکار کرتا ہے۔ تورات اور انجیل کی نصوص کو بدلتا ہے۔ ان کے حلال و حرام کو تسلیم نہیں کرتا۔ دینِ حق کو نہیں مانتا۔ جس کا مقتضی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے اوامر و نواہی کو قبول کرے اور اس کی عبادت اور فرماں برداری کا اقرار کرے۔ نیز اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام نہیں سمجھتا۔ مثلاً خون، مردار اور خنزیر جو آدم علیہ السلام کے وقت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک حرام ہیں۔ اور ان کو اللہ تعالےٰ نے کسی نبی پر حلال نہیں کیا۔ عیسائی اہلِ علم جانتے ہیں کہ یہ چیزیں حرام ہیں مگر کچھ تو لالچ یا ڈر کی وجہ سے اس کی حرمت کا اظہار نہیں کرتے۔ کچھ عناد اور اپنی عادت سے مجبور ہیں۔ ایسے لوگوں کا آخرت پر ایمان نہیں ہے۔ ان میں سے عوام اگرچہ حشر اجسام کا اقرار کرتے ہیں۔ مگر وہ یہ نہیں مانتے کہ جنّت میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے کھانے پینے، لباس اور شادی وغیرہ کی مسرتیں حاصل ہوں گی۔ ان کے نزدیک جنّت کی نعمتیں وہ ہیں جن کا تعلق صرف سننے اور سونگھنے سے ہے۔ ان کے بعض فلاسفہ اجسام کے دوبارہ بننے کا انکار کرتے ہیں۔ ان کے اہلِ علم زندیق ہیں اور در پردہ وہ کفریہ عقائد کے معتقد ہیں۔ عوام بالخصوص عورتوں اور جاہل صوفیوں کو بہکانا ان کا محبوب مشغلہ ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حکم دیا ہے کہ ان سے اس وقت تک جنگ جاری رکھی جائے کہ وہ ٹھیک ٹھیک اللہ کے دین میں داخل ہو جائیں یا جزیہ دینا قبول کر لیں۔ یہ دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کی طرف سے لیکر مبعوث ہوئے۔

مسلمانوں پر ظلم و ستم کے خلاف احتجاج مسیح علیہ السلام اور اس کے بعد حواریوں نے کسی سے بالخصوص امت مسلمہ سے جہاد کا حکم نہیں دیا ہے۔ تو اے بادشاہ! تم اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی طرف سے کسی قطعی حجت کے بغیر خون ریزی، قید و بند اور سلب و نہب پر کیوں عمل پیرا ہو؟ کیا بادشاہ کو معلوم نہیں کہ ہمارے ملک میں بے شمار عیسائی بود و باش رکھتے ہیں۔ اور ہمارا سلوک ان سے نہایت روادارانہ اور برادرانہ ہے۔ پھر اس کے ملک میں مسلمان قیدیوں سے کیوں سنگدلانہ سلوک کیا جاتا ہے۔ جس کو مذہب سے لگاؤ رکھنے والا کوئی بھی صاحبِ عدل و انصاف

آدمی پسند نہیں کرتا۔ میں ابو العباس کی نسبت، بادشاہ، اس کے اہل بیت اور بھائی بندوں کے روبرو کے متعلق نہیں کہتا۔ اسے اعتراف ہے کہ ان کا سلوک اس کے ساتھ نہایت ہمدردانہ رہا۔ میں عام لوگوں کے بارہ میں کہتا ہوں اور پوچھتا ہوں کیا وہ بادشاہ کی نگرانی میں داخل نہیں ہیں؟ کیا مسیح علیہ السلام اور دوسرے انبیاء کرام ان کے متعلق نیک برتاؤ اور بہترین سلوک کی وصیت نہیں فرما گئے؟ ان ہدایات کو کیوں بالائے طاق رکھ دیا گیا ہے۔ ان گرفتارانِ بلا میں اکثریت ان قیدیوں کی ہے جنہیں غدر اور عہد شکنی سے قیدی بنایا گیا ہے۔ حالانکہ عہد شکنی تمام مذاہب میں حرام ہے اور کوئی سیاست اسے حلال قرار نہیں دیتی۔ پھر ان غداری سے گرفتار کئے ہوئے لوگوں پر قبضہ جمانا آپ کیوں حلال سمجھتے ہیں؟ کیا آپ لوگوں نے اس امر سے آنکھیں بند کر لی ہیں کہ اس کے مقابلے میں مسلمان تم سے یہی سلوک کریں اور زبردستی تمہیں قیدی بنائیں خصوصاً جب کہ مسلمان قوم میں شوق جہاد کا جذبہ ابھر رہا ہے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید پر اعتماد کرتے ہوئے جہاد کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ خدا کے نیکوکار اور صالح بندے اس کی راہ میں قربانیاں پیش کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ ساحلی علاقوں میں بڑے بڑے شجاع اور جنگجو امیر مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ جن کی کوشش بارآور ہونا شروع ہو گئی ہیں۔ اور ان میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ پھر مسلمانوں میں ایسے ایسے جانباز موجود ہیں جو بادشاہوں کو ان کے بستر میں موت کی نیند سلا دیتے ہیں۔ اور بھاگنے والے شہسواروں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ ایسے پاک طینت بھی ہیں جن کی دعائیں اللہ تعالیٰ کے ہاں مستجاب ہیں، ان کی کوئی فریاد رد نہیں ہوتی ان کی رضا میں خدا کی رضا ہے اور ان کی ناراضگی خدا کی ناراضگی ہے۔ ان تاتاریوں کو دیکھئے کہ مسلمانوں کو ناراض کر کے اپنی کثرت اور اسلام کی طرف انتساب کے باوجود کس قدر ناقابلِ بیان مصائب کا شکار ہوئے۔ بادشاہ کو سوچنا چاہیئے کہ اس قوم کے لئے جس کی حکومت کی حدود اکثر جہالت سے اسلامی ممالک سے ملی ہوئی ہیں۔ ایسا ناروا برتاؤ کیسے جائز ہو سکتا ہے جس کو کوئی عقلمند مسلمان یا معاہد پسند نہیں کرتا۔

مسلمان برسرِ حق ہیں آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مسلمان بالکل بے قصور ہیں اور ان کا فعل قابلِ تعریف ہے کیونکہ انہوں نے وہ دین قبول کیا ہے جس کی فضیلت پر تمام عقلاء کا اتفاق ہے

جملہ فلاسفر گواہ ہیں کہ آج تک دنیا میں اسلام سے بہتر کوئی مذہب نہیں آیا ہے اور اس کے واجب الاتباع ہونے پر دلائل ساطعہ و براہین قاطعہ قائم ہو چکے ہیں۔

قبرص دراصل مسلمانوں کا ملک ہے | یہ تمام ساحلی علاقہ مسلمانوں کا علاقہ ہے بلکہ یہ قبرص بھی دراصل مسلمانوں کا ملک ہے جو تین سو سال سے کچھ عرصہ پہلے مسلمانوں سے چھین لیا گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے وعدہ کیا ہے کہ وہ قیامت تک غالب رہیں گے لہذا بادشاہ کو ڈرنا چاہیئے کہ دوسرے مسلمانوں کی طرح اللہ تعالیٰ ان مظلوم قیدیوں کا ضرور انتقام لے گا۔ اور اس بات کو بھی ہر وقت دل میں رکھنا چاہیئے کہ مسلمان کسی وقت بھی غیرت ملی سے سرشار ہو کر وہ سزا دے سکتے ہیں جو اس سے پہلے بارہا دوسروں کو دے چکے ہیں۔ ہم یقین دلاتے ہیں کہ اگر بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کا رویہ ہمارے ساتھ برادرانہ ہوا تو ہمارا سلوک بھی اس کے ساتھ برادرانہ اور ہمدردانہ ہوگا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی بے آواز لاٹھی مظلوم کی امداد کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ (الحج) آپ جانتے ہیں کہ موت سے کھیلنا مسلمان پر بہت آسان ہے بلکہ اس کا محبوب ترین مشغلہ ہے۔

دین حق معلوم کرنے کے لئے مفید مشورہ | میری غرض یہ ہے کہ میں آپ سے وہ چیز عرض کروں جو آپ کے حق میں بہتر ہے۔ نیز حصول علم، اتباع حق اور واجبات کے ادا کرنے میں آپ کی مدد کروں۔ اگر آپ کو کوئی ایسا آدمی مل جائے جس کے علم اور دیانت داری پر آپ کو اعتماد ہو تو اصول علم اور مذاہب حقہ کے بارہ میں اس سے تبادلۂ خیالات کیجئے اور ان مقلد عیسائیوں کے طریقہ پر قائم رہنے پر قناعت نہ کیجئے۔ جو صحیح بات کے سننے اور سمجھنے سے عاری ہیں اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا (الفرقان) وہ چارپایوں کی طرح ہیں یا ان سے بھی گئے گذرے۔

دین حق معلوم کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ پہلے آپ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں اور ہدایت کی توفیق کے لئے ان الفاظ میں دعا کریں۔

اَللّٰهُمَّ اَرِنِي الْحَقَّ حَقًّا وَّ اَعِنِّيْ	اے اللہ! مجھے حق معلوم کرنے کی توفیق
عَلٰى اِتِّبَاعِهٖ وَاَرِنِي الْبَاطِلَ	عطا فرما۔ اور اس کی پیروی کرنے میں میری

بَاطِلاً وَّاَعِنِّیْ عَلیٰ اِجْتِنَابِهٖ وَلَاتَجْعَلْهُ مُشْتَبِهًا عَلَیَّ فَاَتَّبِعَ الْهَوٰی۔

مدد کر اور باطل کو میری نظر میں باطل ٹھہرا۔ اور اس سے بچنے کی ہمت دے۔ اے اللہ! حق اور باطل کو مجھ پر خلط ملط نہ کر تاکہ میں خواہشات نفسانیہ کے پیچھے نہ دوڑنے لگوں۔"

اور اس طرح یہ بھی دعا کرو۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِیْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

اے اللہ! اے جبرائیل و میکائیل اور اسرافیل کے رب! اے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے! اے غائب اور حاضر کے جاننے والے! تو ہی ان باتوں میں فیصلہ کرتا ہے۔ جن میں تیرے بندے اختلاف کرتے ہیں۔ اپنے فضل سے حق کی طرف میری راہنمائی کر۔ کیونکہ سیدھے راستہ کی طرف راہ نمائی کرنا تیرا ہی کام ہے۔

چونکہ یہ مکتوب زیادہ تفصیل کا متحمل نہیں اس لئے میں صرف دو ایسی چیزیں ذکر کرتا ہوں جو بادشاہ کے لئے دنیا و آخرت میں نفع بخش ثابت ہوں گی۔ ایک کا تعلق صرف بادشاہ کی ذات سے ہے۔ وہ علم معرفت، احقاق حق اور ابطال شبہ کے بعد اللہ تعالےٰ کے حکم کے مطابق اس کی عبادت ہے یہ چیز بادشاہ کے لئے روئے زمین کی حکمرانی سے بہتر ہے۔ اسی بات کی نشر و اشاعت کے لئے مسیح علیہ السلام مبعوث ہوئے اور اسی کی انہوں نے اپنے حواریوں کو تعلیم دی۔ دوسری چیز اس کے اور مسلمانوں کے لئے مشترک ہے۔ وہ قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک اور ہمدردی کرنا۔ ان کی رہائی میں ہمارا ہاتھ بٹانا اور اپنی رعیّت کو ان کے ساتھ نیک برتاؤ کی ترغیب دینا ہے۔ یقیناً ان کے ساتھ بدسلوکی کرنا بادشاہ کی دیانت داری پر بدنما دھبہ ہے۔ اللہ تعالےٰ کے دین کی بے حرمتی ہے اور مسلمانوں کے نزدیک ایک ناقابلِ عفو جرم ہے۔ مسیح علیہ السلام اسی بدسلوکی اور ظلم سے بچانے

کے سب سے بڑے مبلغ تھے۔

عیسائیوں کا مسیح علیہ السلام کی تعلیم سے انحراف بڑا تعجب ہے کہ عیسائیوں نے عہد شکنی کا ارتکاب کرتے ہوئے ایسے لوگوں کو گرفتار کر لیا ہے جنہوں نے ان سے لڑائی نہیں کی حالانکہ مسیح علیہ السلام کی تعلیم یہ ہے "اگر کوئی تمہارے ایک گال پر طمانچہ مارے تو تم دوسرا اس کے آگے کر دو۔ اگر وہ تمہاری چادر چھینے تو تم اسے اپنی قمیص بھی دے دو" یاد رکھئے! تمہارے پاس قیدیوں کی جس قدر تعداد بڑھتی جائے گی اتنا ہی اللہ تعالےٰ اور مسلمان بندوں کے غضب میں اضافہ ہوتا جائے گا۔

قبرص میں محبوس قیدیوں کے متعلق خاموشی کیسے ممکن ہو سکتی ہے جب کہ ان میں اکثریت ایسے نادار اور مفلس لوگوں کی ہے جن کی خبر گیری کرنے اور انہیں رہائی دلانے والا کوئی نہیں ہے۔ اس ابو العباس کو ہی دیکھئے کہ عابد، زاہد اور مسلمانوں کا قائد ہونے کے باوجود اس کے لئے فدیہ حاصل کرنا دشوار ہو رہا ہے۔ جب اس کا یہ حال ہے تو دوسروں کے متعلق اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ مذہب اسلام کمزوروں اور مفلسوں کی امداد کی تعلیم دیتا ہے۔ بادشاہ اور اسکے ساتھی متعدد وجوہ سے اس کے زیادہ اہل ہیں خصوصاً جب کہ مسیح علیہ السلام انجیل میں قیدیوں کو چھوڑنے کی وصیت کر گئے ہیں اور سورج اور بارش کی طرح ان پر احسان اور ہمدردی کرنے کا سبق دے گئے ہیں۔

اگر بادشاہ اور اسکے ساتھی قیدیوں کو چھوڑتے اور انکے ساتھ احسان کرنے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں گے۔ تو یقیناً دنیا اور آخرت میں اس کا بہترین معاوضہ حاصل کریں گے۔ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کی طرف سے بڑا اجر پائیں گے۔ آخرت میں حصولِ ثواب ان مسیحی اہلِ علم کے نزدیک مسلّمہ ہے۔ جن کی آنکھوں پر حرص و ہوا کے پردے نہیں پڑے ہیں اور جنہوں نے خواہشاتِ نفس کی اتباع اپنا وطیرہ نہیں بنایا ہے، ہر انصاف پسند اور خدا کا خوف رکھنے والا آدمی جانتا ہے کہ یہ لوگ ناحق گرفتار کئے گئے ہیں۔ خصوصاً وہ جن کے متعلق عہد شکنی سے کام لیا گیا ہے۔ یقیناً اللہ تعالےٰ، مسیح علیہ السلام اور ان کے دین کی اتباع کرنے والے حواریوں وغیرہ نے یہ حکم نہیں دیا ہے کہ ملت ابراہیمی کے پابند لوگوں کو گرفتار کیا جائے یا انہیں موت کے گھاٹ اتارا جائے۔ حیرت ہے کہ جب تمام عیسائی اقرار کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم امیوں کے نبی ہیں تو پھر اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اتباع کرنیوالوں کے خلاف یہ حرب و ضرب کا سلسلہ کیوں جائز رکھا گیا ہے۔

اگر کہا جائے کہ جنگ کی ابتدا پہلے ان لوگوں کی طرف سے ہوئی بعد میں ہم یہ اقدام کرنے پر مجبور ہوئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عذر ان لوگوں کے حق میں تو باطل ہے جن سے تم نے عہد شکنی کی اور بلا وجہ ان سے جنگ کا آغاز کر دیا۔ رہے وہ لوگ جو تم سے پہلے لڑے تو وہ معذور ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے اور مسیح علیہ السلام اور ان کے حواریوں نے نہ صرف اس کی تائید ہی کی ہے بلکہ اس پر عمل پیرا ہونے کی تاکید فرمائی ہے۔ خدارا سوچئے کہ ایک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول برحق کی اطاعت کرنے والا اللہ تعالےٰ کی عبادت اور اس کے دین کی طرف دعوت دینے والا تمام کتابوں اور جملہ رسولوں پر ایمان لانے والا، اعلائے کلمۃ اللہ اور دینِ الٰہی کو چار دانگِ عالم میں پھیلانے کی خاطر لڑائی کرنے والا شخص اس آدمی کے ساتھ کیسے برابر ہو سکتا ہے جو محض خواہشِ نفس کی اتباع اور شیطان کو خوش کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی مرضی کے خلاف آمادۂ پیکار ہو جاتا ہے۔

قیدیوں کو رہا کرنا اخروی نجات کا باعث ہے آج تک عیسائیوں میں بہت سے بادشاہ، علماء، صوفیاء اور عوام ایسے چلے آ رہے ہیں جو دین و مذہب کی معرفت میں دوسری قوموں سے بہت آگے ہیں وہ حق کو پہچانتے ہیں اور اس کے مطابق عمل کرنے میں اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ اسلام اور اہل اسلام کے متعلق ان کے معلومات کی حدود دوسرے لوگوں سے کہیں زیادہ وسیع ہیں۔ اس لئے وہ ان سے ایسا ہمدردانہ سلوک کرتے ہیں جس کے نفع سے وہ دنیا و آخرت میں محروم نہیں رہیں گے۔ پھر قیدیوں کی رہائی اور غلاموں کی آزادی کے متعلق انبیاء کرام اور دوسرے صدیقین نے وہ وہ نصیحتیں کی ہیں جو حق بین نگاہوں کے لئے ہمیشہ چراغ راہ کا کام دیتی ہیں۔ اب بادشاہ ان قیدیوں کے ساتھ جو سلوک کرے گا۔ اس کا پھل اسے ضرور مل کر رہے گا۔

کفار کے مقابلہ میں مسلمانوں کی کامیابی اور ان کی فتوحات رہی دنیا تو اس میں نیک یا بد کی جزا دینے پر مسلمانوں سے بڑھ کر کسے قدرت حاصل ہو سکتی ہے جس قوم کے مقابلے میں لڑائی کے لئے مسلمان آ گئے اس کو دنیا کی کوئی طاقت تباہی سے نہیں بچا سکتی۔ بادشاہ سے مسلمانوں کی لڑائیوں کے واقعات پوشیدہ نہیں ہوں گے۔ اسے خوب یاد ہو گا کہ کس طرح مٹھی بھر

مسلمان عیسائی اور دیگر اقوام کی کئی گنا فوجوں پر فتح حاصل کرتے رہے ہیں۔ بادشاہ کو ان کی قدیم اور جدید خونریز جنگوں کے واقعات بھی ضرور یاد ہوں گے اور وہ بھولا نہیں ہوگا کہ کس طرح ایک دفعہ چالیس ہزار مسلمان عیسائیوں کی چار لاکھ خونخوار اور تربیت یافتہ فوج پر فتح یاب ہوئے تھے۔ ہمیشہ سرحد پر مقیم مسلمان۔ اپنی قلت، بے سروسامانی اور ملوک اسلام کی غفلت کے باوجود ضرورت کے وقت عیسائی حملوں کا جواب دینے اور ان کے شہروں میں داخل ہونے کے لئے چست و چالاک رہے ہیں۔ اب تو ان پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل یہ ہوا ہے کہ ان کے اختلافات مٹ گئے ہیں۔ عساکر اسلام نئے سرے سے مرتب کئے گئے ان کے امراء فوجی قوت بڑھانے میں ایک دوسرے پر سبقت کر رہے ہیں۔ ان کی تمام تر توجہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے پر مرکوز ہے۔ وہ جہاد فی سبیل اللہ کو تمام اعمال صالحہ سے اعلیٰ اور افضل سمجھنے لگے ہیں اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئے ہوئے وعدوں پر پورا پورا یقین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کے متعلق فرمایا ہے۔

يُعطى الشَّهِيدُ سِتَّ خِصَالٍ۔ يُغفَرُ لَهُ بِأَوَّلِ قَطرَةٍ مِن دَمِهِ۔ وَيُرَى مَقعَدَهُ فِي الجَنَّةِ۔ وَيُكسَى حُلَّةَ الإِيمَانِ۔ وَيُزَوَّجُ بِاثنَتَينِ وَسَبعِينَ مِنَ الحُورِ العِينِ۔ وَيُوقَى فِتنَةَ القَبرِ وَيُؤمَنُ مِنَ الفَزَعِ الأَكبَرِ يَومَ القِيَامَةِ۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والے ہر مجاہد کو چھ فضیلتیں حاصل ہوتی ہیں۔ (۱) اس کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (۲) جنت میں اپنی جگہ دیکھ لیتا ہے (۳) ایمان کی نورانی خلعت پہننے کو ملتی ہے (۴) ۷۲ حوروں سے شادی ہو جاتی ہے۔ (۵) عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے (۶) قیامت کے دن حشر کی گھبراہٹ سے مامون و مصئون رہے گا۔

اسلامی ممالک میں نصاریٰ کی آبادی | بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کو یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ اسلامی ممالک میں ان کے ہم مذہب عیسائیوں کی تعداد ان مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ ہے جو ان کی حدود و سلطنت میں سکونت رکھتے ہیں۔ پھر ان میں وہ چوٹی کے عیسائی رؤساء

اور علماء ہیں جن کی نظیر ان ساحلی علاقوں اور بحری جزیروں میں بڑی مشکل سے ملتی ہے۔ اس کے برعکس مسلمان قیدیوں میں کوئی ایسا پرشکوہ آدمی نہیں ہے جس کی مسلمانوں کو ضرورت ہو اور اس سے نفع کی توقع وابستہ ہو۔ ہم ان کی رہائی کی کوشش محض اللہ تعالےٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں تاکہ ہم قیامت کے دن اس ثواب سے محروم نہ رہیں۔ جو وہ نیک عمل کرنے والے بندوں کو عطا فرمائے گا۔ اور کسی احسان کرنے والے کے احسان کو فراموش نہیں کرے گا۔

امت مسلمہ تمام مخلوق کی بھلائی چاہتی ہے ابو العباس حامل مکتوب ہذا نے ہمارے پاس بادشاہ اور اس کے بھائیوں کی بہت تعریف کی ہے اور ہمارے دلوں میں اس کی محبت پیدا کر دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اعمال صالحہ کی طرف رغبت اور دین وعلم کی جانب آپ کا میلان دیکھ کر میں نے آپ سے خط وکتابت مناسب سمجھی ہے۔ میں بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کی خیر خواہی اور بھلائی چاہتے ہیں مسیح علیہ السلام اور دوسرے انبیاء کرام صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کی نیابت کر رہا ہوں۔ کیونکہ میں امت محمدیہ کا ایک فرد ہوں اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے لئے ایک بہتر امت ہے جو تمام مخلوق کے لئے دنیا اور آخرت کی بھلائی چاہتی ہے۔ اعمال صالحہ کا حکم دیتی ہے۔ بداعمالی سے منع کرتی ہے اور دینی اور دنیاوی مصالح کے حصول میں بندگان خدا کی امداد کرتی ہے۔ اگر بادشاہ کو کوئی ایسی خبر پہنچی ہے جس میں کسی مسلمان پر طعن کیا گیا ہے یا ان کے دین میں ذم کا پہلو نکلتا ہے تو وہ خبر یا تو جھوٹی ہے یا بادشاہ کو اس کے سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی ہے اور صورت حال نکھر کر سامنے نہیں آئی ہے اور اگر کسی مسلمان کے متعلق معصیت کے ارتکاب اور ظلم وستم میں انہماک کی خبر صحیح ہے تو یہ ایسی چیز ہے جو ہر قوم کے افراد میں پائی جاتی ہے بلکہ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس قسم کی برائیاں دوسری قوموں کی نسبت مسلمانوں میں بہت کم پائی جاتی ہیں اور اس کے بالمقابل ان میں خوبیاں اس کثرت سے پائی جاتی ہیں کہ دوسری قوموں میں اس کی نظیر ملنی دشوار ہے۔

نزول عیسےٰ علیہ السلام اور اسلام کی تجدید بادشاہ اور ہر عقلمند آدمی جانتا ہے کہ عیسائیوں کی اکثریت نے مسیح علیہ السلام اور حواریوں کی وصیتوں پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے اور پولس وغیرہ

قدوسیوں کے رسائل کو پس پشت ڈال دیا ہے ۔ اب ان کے پاس یہ چیز رہ گئی ہے کہ شراب پئیں، خنزیر کو حلال جانیں، سولی کی پوجا کریں اور نئی نئی بدعتوں پر عمل پیرا ہوں جن کے جواز کی اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی دلیل اور سند نہیں ہے ۔ بعض عیسائی مسیح علیہ السلام کی شریعت میں حرام کی ہوئی چیزوں کا عمداً کھلم کھلا ارتکاب کر رہے ہیں اور ان کی حرمت کا اقرار بھی کرتے ہیں۔ اور جن حرمتوں کو بلا اقرار توڑتے ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں ۔ ہمیں صادق مصدوق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آخر زمانہ میں مسیح علیہ السلام دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر جامع دمشق کے سفید مینار پر نزول اجلال فرمائیں گے، صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے ۔ جزیہ ہٹا دیں گے ۔ کسی شخص سے بجز اسلام کوئی دین قبول نہیں کریں گے اور یہودیوں کے متبوع مسیح دجال کو قتل کریں گے ۔ اس زمانہ میں مسلمانوں کو یہودیوں پر اس قدر غلبہ اور تفوق حاصل ہوگا کہ درخت اور پتھر آواز دیں گے ۔

یا مسلم ! ھذا یھودی	اے مسلمان! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا
ورائی فاقتلہ۔	ہوا ہے آ اور اسے قتل کر۔

باقی رہا عیسائیوں پر اہلِ اسلام کا غلبہ اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے حصول امداد کے واقعات تو یہ ایسی چیزیں ہیں جن کا ذکر کرنا میں اس لئے مناسب نہیں سمجھتا کہ مبادا بادشاہ کے لئے دل تنگی کا سبب بنیں ۔ ہاں میں اسے یہ نصیحت ضرور کروں گا کہ جو شخص مسلمانوں سے بہتر سلوک کرے گا ان کے ساتھ شرافت اور ہمدردی سے پیش آئے گا اس کا انجام اس کے حق میں بہتر ہوگا اور اس کی نیکی کا ثمرہ اسے ضرور ملے گا ۔ اللہ تعالےٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ	جو شخص ذرہ کے برابر نیکی کرے گا۔ اس کا
خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ	پھل اسے ملے گا اور جو شخص ذرہ بھر برائی
ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ (سورۃ زلزال)	کرے گا اسے اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

آخری وصیت اور ختم کتاب اب میں شیخ ابو العباس اور دوسرے قیدیوں کے متعلق حسن سلوک کی وصیت پر اپنے مکتوب کو ختم کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ان کی ہر طرح امداد

کی جائے گی۔ اہل قرآن سے نرمی کا برتاؤ ہوگا اور ان میں سے کسی شخص کے دین کو بدلنے کی کوشش نہیں کی جائے گی۔ اگر بادشاہ ہمارے ساتھ رواداری کا سلوک کرے گا تو ہم اس سے کئی گنا زیادہ رواداری اور ہمدردی کا ثبوت دیں گے۔ خدا شاہد ہے کہ بادشاہ کی خیرخواہی اور بہبودی میرے پیشِ نظر ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہمیں یہی ہدایت ہے کہ ہم اس کی مخلوق کی خیرخواہی کریں۔ ان کے ساتھ شفقت سے پیش آئیں۔ انہیں اللہ تعالےٰ پر ایمان لانے اور اس کا دین قبول کرنے کی دعوت دیں۔ اور شیطانوں اور شریر انسانوں کی شرارتوں سے انہیں بچانے کے سعی عمل میں لائیں۔

آخر میں اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ بادشاہ کو وہ مصلحت سمجھائے جو حقیقت میں اس کے نزدیک مصلحت ہے اور ان اعمال و اقوال کی توفیق بخشے جو اس کے نزدیک بہتر ہیں۔ اور خاتمہ بالخیر کرے والحمد للہ رب العالمین وصلواتہ علی انبیاء المرسلین ولاسیما محمد خاتم النبیین والمرسلین والسلام علیہم اجمعین۔

(بقیہ جرعات از صفحہ ۱۸۴) اگر کوئی صحیح حدیث ظاہری مفہوم کے اعتبار سے قرآن مجید کے خلاف نظر آتی ہو۔ تو اس کے حل کے سیدھے سادے دو طریقے ہیں، یا تو حدیث کا ظاہری معنی مراد نہیں ہوگا، یا تعارض پیدا کرنے والے ذہن نے قرآن کریم کا جو معنی سمجھا وہ معنی درست نہیں ہوگا۔ قرآن کا مطلب کچھ اور ہوگا، دیکھئے صحابہ و تابعین سے قرآن کی جو تفسیریں صحیح اسناد سے مروی ہیں۔ ان کی بنا پر صحیح حدیثیں اور قرآن شریف باہم متعارض نہیں۔ کیونکہ سلف کا قرآنی فہم درست تھا۔

اور یہ ایسے ہی ہے جیسے قرآن کی کوئی آیت، دوسری کسی آیت کے بظاہر خلاف معلوم ہوتی ہو تو اس وقت یہی کہا جائے گا کہ دونوں آیتوں میں سے ایک کا، یا دونوں کا وہ مفہوم نہیں جو بظاہر سمجھا جا رہا ہے۔ بہرصورت تطبیق کی راہ ہی نکالی جائے گی۔ یہ نہیں کہا جائے گا کہ معاذ اللہ ایک آیت ہی صحیح ثابت نہیں — یہ بحث رحیق کی بعض پچھلی اشاعتوں میں مختصر سی ہو بھی چکی ہے واللہ الہادی

(بقیہ جرعات از صفحہ ۱۷۲)

سکوتاً تسلیم کیا ہے پھر اب اس جھوٹی روایت کو اچھالنے کے کیا معنی؟

(۶) اصل معاملہ یہ ہے کہ دوسری صدی ہجری میں حدیث کا دور دورہ ہوا۔ ہر سو اس کا چرچا پھیلا اور چار دانگ عالم میں اس کا ڈنکا بجا تو یونانیوں سے تازہ درآمد کئے ہوئے فلسفہ زدہ لوگوں (معتزلہ) کے دماغ اکثر احادیث کو ہضم نہیں کر پاتے تھے اس لئے انہوں نے دام ہمرنگ بچھایا اور عوام کے طعن و تشنیع سے بچنے اور ان پر اثر انداز ہونے کے لئے اس قسم کی حدیثیں گھڑیں ــــ اور وہ ایسے ہی جس طرح دورِ حاضر میں آپ لوگ ان ہی جیسے طریقے اختیار کر رہے ہیں۔ وہ اگر گھڑتے تھے تو آپ ان کی تیار کردہ مصنوعات کی نکاسی کر رہے ہیں ــــ مگر محدثین کرام نے فوراً ہی چوری پکڑ لی، اور معتزلہ کے اس جھوٹ کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں۔

(۷) ہماری دانست میں معتزلہ ہی سے عیسیٰ بن ابان کے واسطے سے شاید غیر شعوری طور پر اصول فقہ حنفی میں یہ موضوع روایت داخل ہوئی۔ اصول فقہ کی جو کتابیں اس وقت مروج ہیں۔ ان میں سے سب سے قدیم کتاب فخر الاسلام بزدوی (۴۸۲ھ) کی اصول فقہ کی کتاب میں اس کا ذکر ملتا ہے یعنی پانچویں صدی ہجری میں۔ اس سے قبل نہیں، امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ امام طحاویؒ وغیرہم کی مصنفات میں یہ روایت کہیں موجود نہیں۔ اسی کے ساتھ یہ بھی ذہن میں رہے کہ کبار محدثینؒ بزدوی سے مدتوں پہلے اس جھوٹ کا پردہ چاک کر چکے تھے۔ اور خود اصول بزدوی کی اپنی جو حیثیت ہے، اس کو حجۃ اللہ البالغہ (ص ۱۶۰ ج ۱) میں شاہ ولی اللہ نے بیان کر دیا ہے۔ خیر اپنی جگہ پر یہ معاملہ جو کچھ بھی ہو، بہرحال اہل سنت کا اپنا ہے منکرین حدیث کا بغلیں بجانا بے موقع ہے۔

(۸) یہ علمی نکتہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ حدیث شریف کے معیار صحت پر گفتگو آئمہ حدیث و فقہ کے ہاں بحیثیت اس کے خبر ہونے اور باعتبار ثبوت[۱] ہوئی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ثبوت کا تعلق سند سے ہوتا ہے۔ اور اسی سے بحث کی ضرورت، لیکن قرآن مجید سے مطابقت و مخالفت کا معاملہ دلالت سے تعلق ہے جو امر دیگر ہے، خلط مبحث نہیں کرنا چاہیئے۔ (باقی بر صفحہ ۱۸۳)

[۱] موافقات شاطبی ج ۳